قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 02 دسمبر 2020ء | 16 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:285

فرمانِ رسول ﷺ

لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِّنۡ ھٰؤُلَآءِ

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) توان لوگوں میں سے ایک فرد یا کچھ افراد اُس کو واپس لائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الجمعۃ، باب قولہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ حدیث نمبر ۴۸۹۷)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

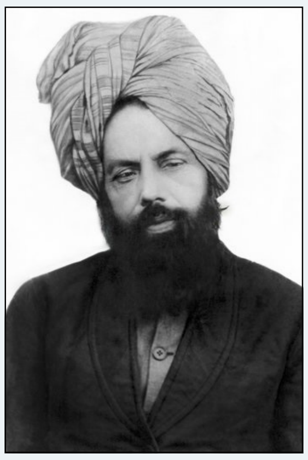

میرا انکار خدا تعالیٰ کا انکار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالےٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے جبکہ وُہ دیکھتا ہے کہ اندرُونی اور بیرُونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ مُوسوی سلسلہ کی طرح اس محمّدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اُس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پُورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امّت میں نہیں اور نہ صرف یہاںتک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتمّ مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسیطرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ (الجمعۃ: 4) میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والنّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ **یہ میں ازخود نہیں کہتا۔ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔**

اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے۔ اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالےٰ کی تصدیق ہوتی اور اُس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے، ذرا اپنے دل میں سوچے اور اُس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔

تکذیب مسیح موعودؑ سے آنحضرتؐ کی تکذیب لازم آنے کی وجہ

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ اس طرح پر کہ آپؐ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نِکلا۔ پھر آپؐ نے جو امامکم منکم فرمایا تھا، وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپؐ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نِکلی۔ کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا۔ عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟‘‘

(ملفوظات جلد 4۔ صفحہ 14 تا 16۔ مطبوعہ 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاھِھِمۡ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ

(سورۃ الصّف: 9)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’میں نے جب جماعتوں کو کہا کہ دشمنانِ اسلام قرآن کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں تو قرآن کی نمائش لگائی جائے، قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کو واضح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف جگہوں پر نمائشیں لگیں اور لگ بھی رہی ہیں اور اس کے بعد دنیا سے، ہر جگہ سے یہی رپورٹس آ رہی ہیں کہ جو غیر لوگ آنے والے ہیں وہ دیکھ کے کہتے ہیں کہ جو قرآنی تعلیم اور جو اسلام تم پیش کر رہے ہو یہ تو اتنا خوبصورت اسلام ہے کہ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ہم اس کی مخالفت کس طرح کر رہے تھے۔ ہمارے سامنے تو اسلام کا یہ خوبصورت پہلو کبھی آیا ہی نہیں۔ یہ ہماری لاعلمی تھی۔ اکثروں کا بڑا معذرت خواہانہ لہجہ ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر لے کر جاتے ہیں۔ ان نمائشوں میں آنے والے پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے، تعلیم یافتہ مسلمان بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، دوسرے مذاہب والے بھی ہیں اور سب بلا استثناء اس کام کو سراہ رہے ہیں کہ یہ عظیم کام ہے جو تم لوگ کر رہے ہو۔ لیکن بدقسمتی سے ایک مُلّاں ہے اور ان کا بھی ایک طبقہ ہے جو بعض ملکوں میں اس نمائش کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم پھیلانے کی مخالفت کرتا ہے۔

مَیں نے شاید پہلے بھی یہاں بتایا تھا کہ ہندوستان میں، دہلی میں ایک بہت بڑے ہال میں جو حکومت سے کرائے پر لیا گیا تھا، ہم نے قرآنِ کریم کی نمائش لگائی تو اُس پر وہاں کے مُلّاں نے اپنے ساتھ چند شر پسندوں کو ملا کر اتنا شور مچایا کہ وہ نمائش جو تین دنوں کے لئے لگنی تھی دو دن میں سمیٹنی پڑی۔ لیکن ان دو دنوں میں بھی اس نے اپنا بھرپور اثر قائم کیا۔ وہاں کے ایک بڑے پڑھے لکھے صاحب ہیں جن کا ایک مقام بھی ہے وہ نمائش کے بعد وہ قادیان آئے اور پھر بتایا کہ میں پہلی مرتبہ قادیان آیا ہوں اور اس طرف سفر کر کے آیا ہوں اور چاہتا تھا کہ قرآنِ کریم اور اسلام کی اتنی عظیم خدمت کرنے والے جہاں رہتے ہیں وہ جگہ بھی دیکھوں اور پھر قادیان کی مختلف جگہیں دیکھیں اور متاثر ہوئے۔‘‘

(خطبۂ جمعہ 9 دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- نظم
- نافِ زمین
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

دربارِ خلافت

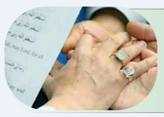

اگر خدا کو نہیں پہچانو گے، اگر اس کے قوانین پر عمل نہیں کرو گے تو یہ بے چینی کبھی ختم نہیں ہو گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمدردی کے جذبہ کے تحت ان فرائض کی ادائیگی کے لئے حتی المقدور کوشش کرتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہی کہ ہمارے دلوں میں ہمدردی ہے، ہمیں ان لوگوں کو ان آفات کی اور ان فسادات کی وجوہات بھی بتانی چاہئیں۔ دنیا کے ہر شخص تک یہ پیغام پہنچانا چاہئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اپنے اپنے حلقہ احباب میں بھی، اخباروں کو خطوط لکھ کر یا دوسرے ذرائع استعمال کر کے دنیا کو اب پہلے سے زیادہ کوشش کے ساتھ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اگر خدا کو نہیں پہچانو گے، اگر اس کے قوانین پر عمل نہیں کرو گے تو یہ بے چینی کبھی ختم نہیں ہو گی، یہ فساد کبھی ختم نہیں ہوں گے، یہ ارضی اور سماوی آفات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے ساتھ استہزاء اور حد سے زیادہ زیادتیوں میں بڑھنا اور اس پر ڈھٹائی اور ضد سے قائم رہنا یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو کبھی دنیا کا امن اور سکون قائم نہیں رہنے دیں گی۔

اب آفات کو ہی لے لیں، جہاں ان کی شدت بڑھ رہی ہے، ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان موسمی آفات کو زمینی، موسمی اور مختلف تغیرات کی وجہ قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ بھی دیکھنے والی چیز ہے اور دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ سو سال پہلے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میری تائید میں اللہ تعالیٰ زمینی اور سماوی نشانات دکھائے گا۔ زلزلے آئیں گے، آفتیں آئیں گی، تباہیاں ہوں گی اگر لوگوں نے توجہ نہ دی۔ اور اس کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ باتیں سچ ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ زلزلے بھی اس کثرت اور اس شدّت سے آ رہے ہیں جن کی مثال سو سال پہلے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اب گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں بڑا سخت طوفان آیا۔ کہتے ہیں کہ 47 سال بعد ایسا طوفان آیا ہے۔ اس میں ایک اندازے کے مطابق 15 ہزار اموات متوقع ہیں۔ متوقع اس لئے کہ ابھی تک سیلاب زدہ علاقوں میں، طوفان زدہ علاقوں میں مکمل طور پر رسائی نہیں ہوسکی کہ نقصان کا اندازہ لگایا جا سکے۔ 6 لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ اس علاقے میں احمدیوں کی بھی کچھ تعداد ہے، جن کا مالی نقصان ہوا ہے۔ ظاہر ہے طوفان جب آتے ہیں تو مالی نقصان تو ہوتا ہے۔ لیکن ابھی تک اطلاع کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

ہیومینیٹی فرسٹ کے رضا کار، یوکے سے بھی اور کینیڈا سے بھی مدد کا سامان لے کر وہاں جا رہے ہیں۔ جماعت ہمدردی کے جذبے کے تحت وہاں کام کرنے جا رہی ہے اور ہر اس جگہ پہنچتی ہے جہاں بھی کوئی ستم زدہ یا مصیبت زدہ مدد کے لئے پکارے۔ گزشتہ ایک دو سال سے احمدیوں کے حالات بنگلہ دیش میں مُلّاں نے کافی تنگ کئے ہوئے ہیں۔ جلسے جلوس توڑ پھوڑ مسجدوں کو نقصان پہنچانا۔ اب مُلّاں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ اَن پڑھ اور معصوم عوام کو اسلام کے نام پر ابھار کر ظلم کروائے جائیں اور وہ کروا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جماعت ہر ضرورت مند کی مدد کرتی ہے کیونکہ یہ ایک احمدی کی امتیازی خصوصیت ہے اور ہونی چاہئے اور یہی فرق ہے جو ایک احمدی اور غیر میں ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے کاموں میں سے ایک اہم کام بنی نوع سے ہمدردی ہے۔

پھر بنگلہ دیش کیا، پاکستان جہاں احمدیوں کے خلاف ایک ظالمانہ قانون بنا کر بقیہ صفحہ 4 پر

کس خواب کی یہ ہم کو تعبیر نظر آئی

کس خواب کی یہ ہم کو تعبیر نظر آئی
زندان نظر آیا، زنجیر نظر آئی

سب اپنے عذابوں میں سب اپنے حسابوں میں
دنیا یہ قیامت کی تصویر نظر آئی

کچھ دیکھتے رہنے سے، کچھ سوچتے رہنے سے
اک شخص میں دنیا کی تقدیر نظر آئی

جلتا تھا میں آگوں میں روتا تھا میں خوابوں میں
تب حرف میں یہ اپنی تصویر نظر آئی

دربار میں حاضر ہیں پھر اہلِ قلم اپنے
کیا حرف و بیاں میں ہے تاثیر، نظر آئی

کچھ خواب گلاب ایسے، کچھ زخم عذاب ایسے
پھر دل کے کھنڈر میں اک تعمیر نظر آئی

اک خواب کے عالم میں دیکھا کیے ہم دونوں
لو شمع کی شب ہم کو شمشیر نظر آئی

آبا کی زمینوں میں وہ کام کیا ہم نے
پھر ان کی زمیں اپنی جاگیر نظر آئی

(عبید اللہ علیم)

اداریہ

نافِ زمین

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سورۃ الانعام آیت 93 میں ''اُم القریٰ'' کی تفسیر میں foot note میں تحریر فرماتے ہیں:

''لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ مشرکین عرب اور یہود سے مایوس ہوئے تو اللہ نے بشارت دی کہ تجھ پر ایسے لوگ ایمان لائیں گے جو کبھی انکار ہی نہ کریں گے۔عرب ، روم، ایران، افغانستان، بلوچستان، ہندوستان، چین، تبت، ترکستان، روس وغیرہ ملکوں میں ہزاروں قومیں مسلمان ہوں گی۔ امّ القری یعنی بستیوں کی ماں کیونکہ روحانی شِیر تمام بستیوں نے اسی کے بافیض چھاتیوں سے پیا ہے اور تورات میں اس کا نام''نافِ زمین'' بھی ہے کیونکہ شکمی بچہ ناف ہی کے ذریعہ سے پرورش پاتا ہے۔حزقیل کے 38 باب میں''ناف زمین'' کا تفصیلی ذکر ہے۔''

(قرآن کریم مترجمہ حضرت مولوی میر محمد سعید ازدرس قرآن حضرت مولوی نورالدین صفحہ 290)

ناف کے لغوی معانی درمیان (centre) یا middle کے ہیں۔ فیروزسنز کی اردو انگلش ڈکشنری میں''ناف زمین'' کے تحت لکھا ہے:

The centre of the earth,the Ka'abah

جب ہم انسانی جسم میں''ناف'' کے لفظ اور اس کے معانی کو دیکھتے ہیں تو اسے umbilicus کہتے ہیں اور عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو پیٹ میں پلنے والا بچہ umbilical cord یعنی ناف سے جُڑا ہوتا ہے اور ایسی cord کے ذریعے وہ زندہ رہنے اور اپنی بقا کے لئے وہ غذا حاصل کرتا ہے اور آکسیجن بھی اسی کے ذریعہ لیتا ہے اور لکھا ہے کہ ماں کے خون مین جو بھی زندگی کے لئے ضروریات ہیں وہ بچہ اسی cord کے ذریعہ پوری کرتا ہے ۔

پیدائش کے بعد جب بچہ کو cord سے کاٹ کر الگ کرتے ہیں تو اس کے پھیپھڑے وغیرہ کام کرنا شروع کرتے ہیں۔ گو بچہ ماں سے جسمانی طور پر الگ ہوجاتا ہے لیکن ماں کی طلب اسے تب بھی رہتی ہے اور تادم آخر اس سے فیض پاتا ہے۔ بچپن میں غذا لینے کا محتاج بھی وہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مکہ معظّمہ کو''اُمّ القریٰ'' یعنی بستیوں کی ماں قرار دیا ہے۔ یہاں بولی جانے والی زبان کو''اُمّ الالسنہ'' یعنی زبانوں کی ماں اور یہاں بھیجے جانے والے نبی مکرم سیدنا محمد مصطفیٰ کو رحمۃ للعالمین اور خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکہ آراء تصنیف''منن الرحمٰن'' میں اس مبارک بستی میں اُترنے والی مقدس الٰہی کتاب کو''اُمّ الکتاب'' اور اس بابرکت زمین کو''اُمّ الارضین'' کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔

(منن الرحمٰن ، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 183)

جہاں تک مکہ مکرمہ کے لئے''اُمّ القریٰ'' کے الفاظ کا تعلق ہے۔جس کی تشریح حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے تورات کا حوالہ دے کر''نافِ زمین'' کی اصطلاح کا ذکر فرمایا ہے تو اس کے معانی یہ ہیں کہ مکہ کی بستی، دنیا کی تمام بستیوں کے لئے Middle کا کام کرتی ہے اور بچہ کی طرح اس سے جُڑی ہوئی ہیں اور اسی سے مادی اور روحانی فیوض حاصل کر رہی ہیں

جس طرح بچہ ماں سے cord (ناف) کے ذریعہ Liquid کی صورت میں غذا حاصل کرتا ہے اسی طرح مادی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے پیٹرولیم اور زمزم کے پانی کو اس بستی کی آماجگاہ بنادیا ہے۔جس سے ساری دنیا میں بسنے والے لوگ فیض اُٹھاتے ہیں اور روحانی معنوں میں جس طرح بچہ ماں سے روحانی تعلیم بھی حاصل کرتا ہے اسی طرح دنیا، مکہ مکرمہ سے روحانی فیض حاصل کرتی ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت حاصل کرتی رہے گی۔

''اُمّ القریٰ'' کی اصطلاح میں اُمّ یعنی ماں کا لفظ قابل غور ہے خاکسار نے اپنی تصنیف''مشترکہ خاندانی نظام'' میں لکھا ہے کہ

ماں کے لئے عربی میں''اُمّ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ہمزہ تو الف کی ادائیگی کے لئے لایا گیا ہے ورنہ صرف الف ہے جو ساکن ہے باقی صرف ''م'' رہ جاتا ہے جو دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے جیسے اُمّ، ماں، اُمّی، ممّی، اماں، ماما، ممتا، ممّا، مدر(Mother) مادر، ماتا، مادرے، ماتے، مورے (اور) مُو وغیرہ وغیرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لفظ کے حوالے سے فرمایا ہے:

''اگر اشتراک الالسنہ کی مثال پوچھنا چاہتے ہو تو لفظ اُمّ اور اُمّہ کافی ہے۔ یہ لفظ ہندی، عربی، فارسی، انگریزی بلکہ سب زبانوں میں مشترک ہے اور تجربہ اس پر گواہ ہے اور وجہ تسمیہ بتاتی ہے کہ یہ لفظ عربی زبان سے عجمی بولیوں میں گیا کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ اُسی زبان میں ہے اور اوروں میں بناوٹ اور تکلّف ہے۔''

(بحوالہ تفسیر سورۃ انعام آیت 93از حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 119)

قرآن واحادیث میں ماں کا مقام اور درجہ واضح ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک اور پیار و شفقت سے پیش آنے کو والد پر بھی فوقیت دی گئی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطہ بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو......... ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 289)

مکہ مکرمہ کا مقام بھی دنیا کی تمام دیگر بستیوں اور علاقوں سے جُدا اور بُلند ہے۔ جو مسلّم ہے اور ہر مسلمان پر اس کا ادب اور اسے مقدس جاننا ضروری ہے۔ یہی وہ مبارک مقام ہے۔ جہاں اللہ کا پہلا گھر خانہ کعبہ ہے جو تمام دنیا کے لئے بابرکت ہے۔ جہاں مسجد حرام ہے ، جہاں مقام ابراہیم ہے۔ جہاں زمزم ہے۔ جہاں مقام پیدائش سیدنا حضرت محمدؐ ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی سب سے پیاری کتاب کا نزول ہوا۔ جہاں وہ تمام مقامات مقدسہ ہیں جن کی مٹی نے دنیا کے سب سے بڑے روحانی بادشاہ اور نبی کے مبارک قدموں کو چھُوا۔

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اِسی راہ گزر سے

ہاں ہاں یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے سہارے اکیلے چھوڑ گئے تھے اور حضرت حاجرہؑ نے مروہ اور صفا کے اردگرد سات چکر لگائے تھے اور حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیاں رگڑنے سے چشمہ پھوٹا جو زمزم کہلاتا ہے۔ اس کی یاد میں لاکھوں لوگ سارا سال ہی خانہ کعبہ کا طواف کرنے مکہ میں ورود فرماتے ہیں اور سال میں ذوالحجہ کے ماہ میں لاکھوں لوگ اکٹھے ہوکر اس''بلد امین'' میں حاضر ہوکر حج کرتے ہیں اور اگر اس حج میں کسی قسم کا دکھاوا نہیں۔محض اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے حصول کے لئے کیا تو وہ ایسا پاک صاف ہے جسے ماں نے آج ہی اُسے جنا ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر حج کے دوران کوئی شخص بے ہودہ باتیں یا گناہ کے اعمال نہ کرے تو وہ حج کے بعد نومولود کی طرح مطہر و پاک ہے۔ (بخاری 1521)

اور یہی وہ ایک یہی مبارک جگہ ہے۔جس کی اللہ تعالیٰ نے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد:2) کہہ کر قسم کھائی۔ اسی کو بلد امین قرار دیا یعنی امن کا گہوارہ۔ جہاں جو داخل ہوگیا وہ محترم اور محفوظ ہے کیونکہ اس میں خون خرابا نہیں ہوسکتا۔ یہاں سے درخت نہیں کاٹا جاسکتا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ کسی صاحب ایمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ وہاں کسی کا خون بہائے۔ کسی درخت کو کاٹے۔ (بخاری)

پھر آنحضور ﷺ نے اس کے ساتھ اپنی محبت اور پیار وعشق اور فریفتگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ کی قسم! تو سب سے بہتر اور اللہ کی سب سے پسندیدہ زمین ہے۔ اگر میں وہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں اپنے تئیں ہرگز وہاں سے نہ نکلتا۔ (جامع ترمذی 3925)

دنیا کے باقی شہر، گاؤں، قصبے اور بستیاں سب مکہ کے تابع ہیں۔ اور اگر وہ اس مبارک بستی میں نازل ہونے والے کلام (قرآن کریم) کی تعلیمات کو حرز جان بنالیں اور اپنالیں تو وہ دنیا کی عظیم طاقتیں بن سکتی ہیں۔ چین کے سابق صدر آنجہانی چو این لائی نے خود اس امر کا اظہار کیا تھا کہ میں نے قرآن کو پڑھا اور اس کی تعلیمات کو قابل عمل بنایا اور اسی کے بل بوتے پر آج چین ایک سُپر پاور بن کر دنیا کے نقشے پر اُبھرا۔ آج بھی دنیا بھر کے صدور اور وزرائے اعظم بالخصوص مسلمان مملکتیں جن کو دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ دہشت گرد قرار دے رہی ہے۔ آئے روز خاکے بناکر نہ صرف بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ان ممالک کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے منصوبے بناتے اور ان پر نہ صرف خود عمل کرتے بلکہ دوسروں سے بھی عمل کرواتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کو تسبیح کی طرح اتحاد کی لڑی میں آنحضور ﷺ نے پرویا کیونکہ'' مکہ میں آپؐ کے وفادار اور جان نثار خدام موجود تھے۔''

(ملفوظات 4 صفحہ 389)

آنحضور ﷺ نے اس مبارک بستی میں دعائیں کیں جو قبولیت کا درجہ پا چکی ہیں۔ اس معصوم اور پیارے نبیؐ نے ساری دنیا، ساری امت اور ساری مخلوق (آئندہ آنے والے بھی) کے لئے دعائیں کیں۔ ان دعاؤں سے آج بھی''بکہ'' کی بستی معطر ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں

جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہٖ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔" (برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مکہ (ام القرٰی) کو اس کا وہ اعلیٰ مقام دیں جو خدا نے اُسے دیا اور فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے اصول کو اپناتے ہوئے اُس نبی عظیمؐ کی پیروی اور اطاعت کا حق ادا کریں تا اللہ ہم سے محبت کرے۔ جس طرح ماں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ویسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر مقام اور عزت کعبہ اور مکہ کو دینے کی ضرورت ہے۔ آنحضور ﷺ نے تو قضائے حاجت کرتے کعبہ کی جانب مُنہ کرکے یا اس کی طرف ٹانگیں پھیلا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکہ کا ارفع و اعلیٰ مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تُو اس شہر کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور عربی کی مدح ہے پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر اور غافلوں کی طرح ان پر سے مت گزر اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور لاجواب کر دیا پس تمام آیت کو پڑھ اور اس کے نظام کی طرف دیکھ اور دانشمندوں کی طرح تحقیق کر اور میں نے ان آیتوں میں تدّبر کیا پس کئی بھید ان میں پائے پھر ایک گہری غور کی تو کئی نور اُن میں پائے پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا تو اُتارنے والے قہار کا مجھے مشاہدہ ہوا جو رب العالمین ہے اور میرے پر کھولا گیا کہ آیت موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ اُمّ الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کا اُمّ یعنی اصل ہے اور مکہ تمام زمین کا اُمّ ہے سو مجھے اس آیت کی روشنی نے طرح طرح کے فہم اور درایت کی طرف کھینچا اور مجھے یہ بھید سمجھ آ گیا کہ قران کیوں عربی زبان میں نازل ہوا اور یہ کہ آنحضرت ﷺ پر جو نبوت ختم ہوئی اس میں بھید کیا ہے پھر میرے پر اور آیتیں ظاہر ہوئیں اور بعض نے بعض کی متواتر مدد کی۔ یہاں تک کہ میرے خدا نے حق الیقین تک مجھے کھینچ لیا اور یقین کرنے والوں میں مجھے داخل کیا اور میرے پر ظاہر ہوگیا کہ قرآن ہی پہلی تمام کتابوں کی ماں ہے اور ایسا ہی عربی تمام زبانوں کی ماں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور باقی زبانیں اس کے بیٹے بیٹیوں کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ وہ تمام زبانیں اس کے فرزندوں یا خانہ زاد کنیزکوں کی طرح ہیں اور ہر یک اسی کی دیگوں اور اسی کے خوان میں سے کھا رہا ہے اور ہر یک اسی کے پھل چکھ رہا ہے اور اسی خوان سے اپنے پیٹ بھر رہے ہیں اور اسی دریا سے پانی پی رہے ہیں اور اسی حُلّہ سے انہوں نے اپنا لباس بنایا ہے اور وہ ان کی مربی ہے جس نے بعاریت ان کو لباس دیا اور اپنی ذات کے لئے مسند اختیار کیا اور یہ بات کہ اگر عربی اُمّ الالسنہ ہی ہے تو زبانوں کی ترکیبوں میں کیوں اختلاف ہے تو یہ کچھ عجیب بات نہیں۔"

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 183-184)

نیز فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے کئی مقامات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ زبانوں کی ماں اور خدا کی وحی صرف عربی ہے۔ اور اسی واسطے اس نے مکہ کا نام مکہ اور اُمّ القرٰی رکھا کیونکہ لوگوں نے اس سے ہدایت اور زبان کا دودھ پیا پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی نطق اور عقل کا منبع ہے پس خدا تعالیٰ کے اس قول میں فکر کر کہ یہ قرآن عربی ہے تا تو مکہ کو کہ جو تمام آبادیوں کی ماں ہے ڈراوے اور اس میں اس شخص کے لئے نشان ہے جو خدا سے ڈرے اور حق کو ڈھونڈے اور انکار نہ کرے اور کنارہ کش لوگوں کا پیرو نہ ہو پھر تو جانتا ہے کہ ہمارا رسول خاتم الانبیاء ﷺ تمام دنیا کے لئے نذیر ہے اور یہی خدا تعالیٰ نے اس کا نام رکھا ہے اور وہ اصدق الصادقین خدا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ مکہ تمام دنیا کی ماں ہے اور تمام قلیل و کثیر کا مولد ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے کیونکہ مکہ تمام مکانوں کی ماں ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ قرآن تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اترا ہے جو محیط کل ہے اور الٰہی ارادوں کے حکمتوں نے تقاضا کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو جڑ زبانوں کی ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے۔"

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 207-208)

☆…☆…☆

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

احمدیوں کی مذہبی آزادی کے حق کو غصب کیا گیا۔ خدائے واحد ویگانہ کا حقیقی فہم و ادراک رکھنے والے اور ہر قسم کے شرک سے پاک معصوم احمدیوں کو اَللّٰہُ اَکْبَر کہنے پر پابندی لگا دی گئی۔ عشق رسول عربی ﷺ سے سرشار لوگوں کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ پر درود بھیجنے سے منع کیا گیا اور اس جرم کی سزا یا ان جرموں کی سزا کئی سال قید ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ احمدیوں کے دلوں سے نہ یہ قانون اللہ تعالیٰ کی محبت چھین سکے، نہ عشق رسولؐ کے اظہار سے دلوں پر پابندی لگا سکے۔ لیکن کہنا مَیں یہ چاہتا ہوں کہ اِن ظلموں کے باوجود جب پاکستان میں تقریباً دو سال ہوئے شدید زلزلہ آیا جس سے لاکھوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ کئی آبادیاں زمین میں دفن ہوگئیں، کئی آبادیاں زمین بوس ہوگئیں تو اس وقت بھی ان سب ظلموں کے باوجود، جو حکومت اپنے قانون کے تحت احمدیوں سے روا رکھتی ہے جماعت نے دل کھول کر آفت زدہ اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی۔ کیمپ لگائے، کئی مہینے خوراک مہیا کی، علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی۔ باوجود اس کے کہ ہمارے کیمپ میں دوائیوں اور دوسری اشیاء کے سٹور پر ایک دفعہ مخالفین نے آگ بھی لگا دی لیکن ہمدردی کے جذبے کے تحت ہم نے اس کام میں فرق نہیں آنے دیا۔

پھر زلزلے کے بعد اعصابی امراض کی شکایت بھی بڑھ جاتی ہے، لوگ خوفزدہ ہوتے ہیں تو کشمیر کے ایک علاقے میں اعصابی امراض کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کرکے ہیومینیٹی فرسٹ نے اعصابی امراض کا ایک وارڈ بنایا، جسے پورا Equipped کیا۔ تو ہم نے تو ان کے ظلم کے باوجود اپنا کام کیا اور کئے جاتے ہیں کہ ہماری فطرت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات پیدا کر دی ہے کہ تم نے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کرنی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کی حمایت میں وارننگ دیتا ہے اور دیتا چلا جا رہا ہے اگر ان لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

اب دیکھیں ایک زلزلہ آیا۔ ملک کے ویسے حالات پہلے کیا تھے؟ اور پھر اس میں بد سے بدتر حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ سیاسی بھی، معاشی بھی۔ اب پاکستان میں ہر طرف بے چینی، فساد، قتل و غارت عام پھیلا ہوا ہے۔ حکومت وقت کچھ کہتی ہے تو اسی بات کے مخالف حکومتی کارندے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حکومت ایک بات کہتی ہے تو عدلیہ دوسری بات کہہ دیتی ہے۔ سیاستدان ہیں، وہ ملک کی ہمدردی کی بجائے، ذاتی اناؤں اور عزتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان کا ہر شہری جانتا ہے کہ لاقانونیت زوروں پر ہے۔ قانون توڑنے والے بھی اور قانون نافذ کرنے والے بھی اور عدل قائم کرنے والے بھی سب اس دوڑ میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنی عزتوں کی حفاظت کی جائے اور ملک کو داؤ پر لگا یا دیا جائے۔ پہلے اسلام آباد میں حکومت کے اندر حکومت تھی۔ اب سوات میں بغاوت پھیلی ہوئی ہے۔ وہی لوگ جو حکومت کے پروردہ تھے وہی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ سوات میں دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔ ایک اخبار میں ایک کالم نویس نے کھل کر یہ لکھا ہے کہ یہی شخص جس نے سوات میں اپنی الگ حکومت قائم کی ہے، حکومت کے سامنے سب کچھ کرتا رہا بلکہ اسے حکومت کی مدد بھی حاصل رہی اور جب وہ زور پکڑ گیا اور بغاوت پر آمادہ ہوگیا تو اب حکومت وہاں فوج کا استعمال کر رہی ہے۔ فوج ملک کے اندر امن و امان قائم کرنے کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ باہر کے دشمن سے تو کوئی خطرہ نہیں، اندر کا دشمن جو سب سے زیادہ خطرناک ہے وہ ملک کو تباہ کرنے کی کوشش میں ہے اور فوج کا کام اب اس کو کنٹرول کرنا رہ گیا ہے۔ 74ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے والے جو یہ کہتے تھے کہ ربوہ میں احمدیوں نے اپنی حکومت قائم کی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ احمدیوں نے اپنی حکومت قائم کی ہوئی تھی یا اب مختلف جگہوں پر ملک کے اندر حکومتیں قائم ہو چکی ہیں۔ بعض جگہ تو حکومت بالکل بے بس نظر آتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 23/ نومبر 2007ء)

☆…☆…☆

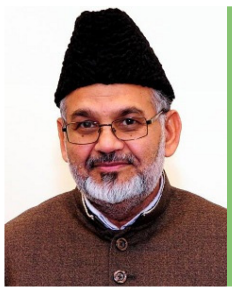

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں (قسط 12)

(مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ)

دی واشنگٹن ٹائمز۔ یہاں کا بہت بڑا اخبار ہے۔ اس کی 24/اپریل 2002ء کی اشاعت میں صفحہ A8 پر یہ ایک خبر شائع کرتا ہے جس کی سہ سرخی ہے:

’’خودکش بمبار شہید نہیں ہیں‘‘۔ واشنگٹن ٹائمز کے رائٹر JOYCE HOWARD PRICE علاقہ کے بہت سے مسلمان لیڈروں کا بیان لکھتے ہیں کہ فلسطین میں جو لوگ خودکش بمبار حملوں میں مر رہے ہیں کیا اُن کو شہید کہا جاسکتا ہے؟ اس بارے میں اس مضمون میں کئی مسلمان لیڈروں کے بیانات پر تبصرہ اور خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان لیڈروں سے اس بارے میں معلومات لی گئیں تو صرف ایک خاتون نے کہا ہے کہ ایسے لوگ شہید ہیں۔ بعض مسلمان لیڈوں نے اس بارے میں گفتگو کرنے سے پرہیز کیا۔ کئی لوگوں نے شہید کی اصطلاح استعمال کرنے سے گریز کیا۔ بہت سے لیڈروں نے کھل کر اس کی مذمت بھی نہیں کی۔ بعض نے کہا کہ بلا شبہ یہ شہید ہیں کیونکہ وہ لوگ اپنی جانوں، اپنی فیملی کی جانوں اور اپنی سرزمین کی حفاظت کر رہے ہیں۔ یہ مکرمہ فاطمہ حسین صاحبہ کا بیان ہے جو کہ ادارہ جعفریہ اسلامک سینٹر کی رکن ہیں۔

اخبار نے اور لیڈروں کے بیانات دینے کے ساتھ خاکسار (سید شمشاد احمد ناصر) کا بیان بھی شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مسجد بیت الرحمان علاقہ کی ایک سب سے بڑی مسجد ہے اور یہ اس کے امام ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دوسری مساجد کی طرف سے یہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مسٹر ناصر جو کہ پاکستانی ہیں، کہتے ہیں کہ میں اس کے لئے شہید کی ٹرم استعمال نہیں کروں گا۔ کیونکہ اسلام خودکشی کو منع کرتا ہے۔ دوسری طرف فلسطینی اپنی سرزمین کی حفاظت کر رہے ہیں اور میڈیا جو ہے وہ ساری تصویر نہیں دکھارہا۔ اپنی سرزمین کی حفاظت کے لئے وہ یہ قدم اٹھا رہے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ جاپان کے ایک شخص نے جنگ عظیم دوم میں کیا تھا۔

مسٹر ناصر نے مزید کہا کہ معصوموں کی جان لینا یہ بھی تو ٹھیک بات نہیں ہے۔ اور اسرائیل کا مشن صرف یہ ہے کہ وہ معصوم فلسطینیوں کی جان لے۔

دی واشنگٹن ٹائمز اپنی اشاعت 10/ستمبر 2002ء صفحہ A1 پر یہ خبر دیتے ہیں: ’’مسلمان اپنے تشخص کو بحال کرنے کے لئے کوشاں ہیں‘‘۔

اس خبر کی رائٹر JOYCE HOWARD PRICE ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ نائن الیون کے ایک سال بعد اب بھی مسلمان اپنے تشخص کو بحال کرنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں۔

’’مسجد بیت الرحمان کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے بتایا کہ بعض مسلمان اب بھی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ 11/9 کے بعد انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے لیکن ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ عوام الناس کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کریں۔ اسلام تو سب کے ساتھ محبت سکھاتا ہے اور کسی سے بھی نفرت نہیں سکھاتا۔‘‘

اخبار لکھتا ہے کہ بہت سے یہودی اور عیسائی اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں نے امریکہ پر حملہ کر کے اصولوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی ہے۔

اخبار نے لکھا ہے کہ آج رات (10/ستمبر 2002ء) جب کہ امریکہ پر حملہ (11/9) کو ایک برس گذر چکا ہے، اس کی برسی منائی جارہی ہے۔ مسلمان اس موقعہ پر اس دہشت گردی کے حملہ کی مذمت کریں گے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ ’’کونسل آن امریکن اسلامک تعلقات‘‘ جسے متشدد اسلامی گروہ کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے، مسلمان اسے ’’DAY OF UNITY‘‘ کے نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ ایک پروفیسر نے کہا کہ اب تو لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بھی نروس ہو رہے ہیں۔ یہ پروفیسر 40 سال سے اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ بہت سے امریکن اس وقت محسوس کر رہے ہیں کہ اب مسلمانوں میں کچھ برداشت کا مادہ پایا جارہا ہے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ نرم ہیں۔

نوٹ: خاکسار یہاں پر اس بات کو مزید وضاحت سے بیان کرنا چاہتا ہے کہ 11/9 کے بعد حالات بہت بدلے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کی جہاد کی تعریف جسے خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے، امریکن اور دیگر لوگ 11/9 کے بعد خصوصاً مسلمانوں سے بہت زیادہ خائف ہوگئے تھے۔ ایک تو ان کے مزعومہ عقائد کی وجہ سے اور پھر 11/9 کے حملہ کی وجہ سے جس کی وجہ سے اخبار کو یہ خبر دینی پڑی کہ مسلمان اپنے تشخص کو بحال کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہر فرقہ نے پھر اتحاد کی طرف، برداشت کی طرف اور یک جہتی کی طرف قوم کو توجہ دلائی اور اپنے عقائد میں اور نظریات کو جو اس حملہ سے پہلے تھے، بدلے۔

دی منٹگمری جرنل۔ 8/فروری 2002ء کی اشاعت کے صفحہ A4 پر خاکسار کا ایک خط شائع کرتا ہے یہ خط NELSON MARANS کے اعتراضات کا جواب ہے جو اس نے اسلام پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی ذات پر کئے۔ اس کا یہ خط 27/جنوری 2002ء کے اخبار میں اس عنوان سے شائع ہوا: ’’اس پر یہ لوگ عمل نہیں کرتے جس کا پرچار کرتے ہیں‘‘۔

اس شخص نے تاریخ سے بہت سے واقعات کو غلط اور توڑ مروڑ کر پیش کیا تھا کہ مسلمانوں میں ’’برداشت کا مادہ بالکل نہیں ہے۔‘‘ خاکسار نے اس کے جواب میں لکھا۔ HISTORY OF ISLAM A TALE OF TOLRANCE یعنی اسلامی تاریخ حوصلہ اور برداشت سے بھری پڑی ہے۔ خاکسار نے اپنے اس مضمون میں (جو خط کی شکل میں شائع ہوا) سب سے پہلے یہ لکھا کہ یہ وقت آپس میں اتفاق اور ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کے لئے ہے، نہ کہ آپس میں نفرت اور علیحدگی کے تصور کو پھیلانے کا۔

خاکسار نے لکھا کہ تنقید کرنے والے نے اسلام کی تاریخ کا صحیح طور پر خود مطالعہ نہیں کیا بلکہ اسلام کے خلاف دشمنوں کی تحریرات سے کچھ لے لیا ہے اور اعتراض کر دیئے ہیں۔ اگر اس نے تھوڑا سا بھی اسلام کا مطالعہ کیا ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ بانیٔ اسلام نے قرآنی تعلیمات پر سب سے اول اور سب سے بہتر رنگ میں عمل کیا ہے۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ ’’مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں‘‘۔

مسٹر نیلسن ماران نے اپنے مضمون (خط) میں آنحضرت ﷺ پر تنقید کی تھی کہ انہوں نے مدینہ کے یہودیوں کو اسلام نہ لانے پر قتل کیا۔ خاکسار نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ تشریف لاکر سب سے امن کا معاہدہ کیا تھا اور اس میں یہ بات شامل تھی کہ ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ مسلمان بھی اور یہود بھی مدینہ کی حفاظت کے لئے آپس میں متحد رہیں گے اور ایک دوسرے کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔ تمام جھگڑے اور معاملات کو آنحضرت ﷺ ایک دوسرے کی مذہبی کتب کی تعلیمات کے مطابق حل کریں گے۔ جب مدینہ پر مکہ کے لوگوں نے 1000 کی نفری سے حملہ کیا تو 313 مسلمانوں نے لڑائی کی۔ اس میں ایک بھی یہودی شامل نہ ہوا۔ اس کے بعد یہودیوں کے قبائل نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی لیکن آنحضرت ﷺ پھر بھی ان کے ساتھ کمال شفقت اور احسان سے پیش آتے رہے۔

مسٹر نیلسن ماران کو یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ یہودیوں نے نہ صرف فساد کھڑا کیا بلکہ بدعہدی بھی کی۔ ایک یہودی عورت نے آنحضرت ﷺ کے قتل کی بھی کوشش کی تھی جس نے آپؐ کو گھر کھانے کی دعوت پر بلایا تھا اور اس میں زہر ملا دیا تھا۔ یہودی اپنی شرارتوں میں بڑھتے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو ان امور سے باز رہنے کی تلقین بھی کی لیکن انہوں نے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف حملہ کیا اور پھر قلعہ بند بھی ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ نے اُن کا محاصرہ کیا۔ 14 دن بعد انہوں نے اپنے آپ کو اسی شرط پر کہ ان کی جانوں کو امان بخشی جائے، اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی شرط کو قبول کر لیا حالانکہ تورات کے حکم کے مطابق اُن سب کو قتل کیا جانا جائز تھا۔

یہودی قبائل میں سے قبیلہ بنونظیر نے بھی ایسا ہی کیا، یعنی بدعہدی۔ اور پھر آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کی سازش بھی کی۔ انہوں نے مدینہ کو چھوڑ کر جانے کی خود درخواست کی تھی۔

خاکسار نے آخر میں نیلسن فاران سے سوال کیا کہ تورات کے مطابق بدعہدی کرنے والوں، قتل کی سازش کرنے والوں اور فساد برپا کرنے والوں کی کیا سزا ہے؟ یا اِس وقت دنیا کے قوانین میں ایسے جرم کا ارتقاب کرنے والوں کی کیا سزا ہوگی؟

دی جرنل منٹگمری۔ 20/جنوری 2002ء کے اخبار میں صفحہ A6 پر خاکسار کا ایک تفصیلی مضمون تعارف کے ساتھ شائع کرتا ہے کہ شمشاد اے ناصر بیت الرحمان مسجد سلور سپرنگ کے امام ہیں۔

اس خط میں خاکسار نے اپنے مضمون کا یہ عنوان دیا ہے:

’’اسلام کے بارے میں آپ جو کچھ بھی جاننا چاہتے ہیں‘‘

دی منٹگمری جرنل نے اپنی اشاعت 21/فروری 2002ء کے

صفحہ A4 پر خاکسار کا ایک مضمون OPINION کے تحت بطور خط شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے ایک شخص LAWRENCE K. MARSH کے اعتراضات کا جواب لکھا ہے۔ اس معترض کا خط اسی اخبار میں یکم فروری 2002ء کو شائع ہوا تھا۔ اس شخص نے افغانستان میں عورتوں کے ساتھ بدسلوکی اور امریکہ میں خواتین کے حقوق کی پوری نگہداشت کے بارے میں (لکھا) ہے۔

خاکسار نے اس مضمون میں لکھا کہ مضمون نگار نے افغانستان اور امریکہ کی خواتین کا موازنہ کر کے درست کام نہیں کیا اور نہ ہی یہ درست تجزیہ ہے۔ ایک تو امریکہ کی حکومت نے کبھی بھی اپنے آپ کو عیسائی حکومت قرار نہیں دیا اور نہ ہی مسلمانوں کی اکثریت نے طالبان کی حکومت کو اسلامی سمجھا ہے۔ پھر مصنف نے کیوں زحمت گوارا کی کہ وہ افغان اور امریکن خواتین کا موازنہ کریں۔ اور کیوں انہوں نے بائبل کے صفحات کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی جس میں عورت کا مقام بیان کیا گیا ہے۔

انہیں چاہیئے تھا کہ سیاسی پالیسیوں کو الگ رکھ کر اسلام کو اسلام کے آئینہ میں ہی دیکھیں نہ کہ سیاست کے آئینہ میں۔

کیا وجہ ہے کہ اسلام کی تو ہر بات کو سیاست کے آئینہ میں دیکھتے ہیں تو پھر کیوں امریکہ کے ہر قانون کو بائبل کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا؟ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب کسی اسلامی ریاست میں سیاست کی بات ہو تو اسے قرآن کریم کی رو سے پرکھا جاتا ہے۔ یا کہا جاتا ہے کہ یہ ان کا اسلام ہے۔ اسی طرح امریکہ کے قوانین کو کیوں بائبل کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ عیسائی قانون ہے؟

مصنف نے سلسلہ وراثت پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ اسی سلسلہ میں وہ قرآنی تعلیمات کا بائبل کی تعلیمات سے موازنہ کر کے دیکھ سکتے ہیں کہ کون سی تعلیم اعلیٰ و افضل ہے۔ خاکسار نے اس کے لئے بائبل کا حوالہ (گنتی باب 27 آیت 8) پیش کیا ہے۔ خاکسار نے لکھا کہ اگر وہ بائبل سے مسئلہ وراثت بہتر طور پر دکھا سکتے ہیں تو پیش کریں۔

اسی طرح مصنف نے مسئلہ خلع و طلاق پر بھی اعتراض اٹھایا تھا جس کا خاکسار نے اپنے اسی مضمون میں شافی جواب دیا ہے اور پوچھا ہے کہ خلع و طلاق کے ضمن میں جو اسلامی تعلیم ہے وہ بائبل کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھ لیں۔ خود ہی ثابت ہو جائے گا کہ کون سی تعلیم اعلیٰ اور قابل عمل ہے۔ خاکسار نے آخر میں لکھا کہ کوئی شخص بھی ''اسلام میں عورت کے مقام'' پر عیسائیت کی تعلیم سے موازنہ کرنا چاہتا ہے تو ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ خاکسار نے کہا کہ یہ سب کچھ تعلیمات پر مبنی ہو، نہ کہ کلچر اور سیاست کے ساتھ موازنہ۔

دی گزٹ برٹنسول۔ 23 جنوری 2002ء صفحہ A-15 پر قریباً پورے صفحہ پر خاکسار کا ایک مضمون شائع کرتا ہے جس میں مسجد بیت الرحمان کے مینار اور گنبد کی بڑی اچھی تصویر دی ہے اور ساتھ لکھا ہے کہ مسجد بیت الرحمان کے امام سید شمشاد احمد ناصر ہیں۔ اس کا عنوان ہے: ''اسلام کی حقیقت۔ اسلام امن اور برابری کا مذہب''۔

خاکسار نے اپنے اس مضمون میں لکھا کہ نائن الیون (9/11 امریکہ میں مہینہ پہلے لکھا جاتا ہے اور تاریخ بعد میں اسی لئے نائن الیون کہتے ہیں یعنی 11 ستمبر 2001ء) کے بعد لوگوں میں اسلام کو جاننے کے بارے میں زیادہ دلچسپی دیکھنے میں آئی ہے۔ وہ جاننا چاہ رہے ہیں کہ فی الواقعہ / حقیقۃً اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

خاکسار نے لکھا کہ اسلام کے معانی ہیں: ''امن'' اور ''اپنے آپ کو کلیۃً سپرد کر دینا'' جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اخروی دنیا میں خوشی اور امن نصیب ہوگا۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ انسان کلیۃً اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے تابع کر دے جو کہ ہمارا اور سب مخلوق کا خالق ہے۔ امن اور سلامتی کے لئے کوشاں رہنا ہر مسلمان کا مطمع نظر ہے۔

خاکسار نے اس مضمون میں قرآن کریم کی مختلف آیات درج کیں۔ مثلاً سورۃ البقرہ آیت 257 اور دیگر آیات سے ثابت کیا کہ اسلام میں جبر، فتنہ وفساد کلیۃً منع ہے اور اسلام تو انسانی بہبود کو فروغ دینے کا مذہب ہے۔

اس ضمن میں خاکسار نے آنحضرت ﷺ کا اسوہ لکھا کہ ایک جنازہ گذر رہا تھا جو کہ ایک یہودی کا تھا۔ آپؐ اس کے احترام کے لئے کھڑے ہوگئے۔ آنحضرتؐ نے ایک مردہ کو اتنا احترام دیا تو زندہ کے لئے کس قدر احترام ہوگا۔ اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں عیسائی لوگوں کو اپنے طور طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دی۔

خاکسار نے اس مضمون میں بتایا کہ اسلام تمام دیگر مذاہب، انبیاء، کتب اور انسانوں کا احترام سکھاتا ہے۔

جہاد کے نظریہ کے بارہ میں بھی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا کہ کس طرح مسلمانوں اور غیر مسلم لوگوں کو جہاد کے معانی سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ اسلام میں جہاد مذہب کی آزادی کے لئے ہے نہ کہ مذہب کو ختم کرنے کے لئے۔ خاکسار نے جہاد کی تین قسمیں بیان کیں۔ ایک تزکیہ نفس کا جہاد ہے یعنی انسان اپنی اصلاح کرے۔ دوسرے قرآن کریم کی تعلیمات کا پرچار کرے اور تیسرے یہ کہ ضمیر اور مذہب کی آزادی کے لئے، دفاع کے طور پر۔

اسلام لوگوں کے دلوں کو جیتنے کی تعلیم دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث بھی نقل کی گئی ہے کہ بہادر وہ شخص نہیں جو لڑائی میں دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔

اس ضمن میں مضمون کے آخر پر خاکسار نے حجۃ الوداع کے خطبہ سے اسلام کی تعلیمات کو بیان کیا۔

دی منٹگمری جرنل نے اپنی اشاعت 13 جنوری 2002ء کے صفحہ A6 پر خاکسار کا ایک خط شائع کیا جس میں خاکسار نے 9/11 کے واقعات کے پس منظر میں اسلامی تعلیمات پر لگائے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

خاکسار نے بتایا ہے کہ اس موجودہ دور کا سب سے بڑا مسئلہ ناانصافی اور غیر اخلاقی سیاست ہے۔ خاکسار نے اس ضمن میں قرآنی آیات کا انگریزی ترجمہ پیش کر کے اسلامی تعلیمات کو اجاگر کیا۔ خاکسار نے بتایا کہ ناانصافی، ظلم، جبر اور تشدد سے امن کا قیام ناممکن ہے۔

دی گزٹ برٹنسول نے اپنی اشاعت 6 فروری 2002ء میں ایک خط شائع کیا ہے جو کہ Mr.GRAG GRAPSAS کا تحریر کردہ ہے۔ انہوں نے خاکسار کا نام لکھ کر میرے اس مضمون کا جواب دیا ہے جو خاکسار کا اسی اخبار کی 23 جنوری 2002ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں خاکسار نے اسلام کے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا کہ اسلام امن، محبت و پیار اور صلح آشتی کا مذہب ہے اور ایک دوسرے کے احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔

اسی خط میں Mr. GREG نے لکھا: ''اسلام کے چہرے کا دوسرا رُخ''

مصنف نے یہ غلط تصور بیان کرنے کی کوشش کی کہ امام شمشاد نے جو یہ بتایا ہے کہ اسلام امن و پیار اور صلح کا مذہب ہے۔ بدقسمتی سے بہت سے لوگ اسکو ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ ان کا عمل اسکے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے مغرب میں یہ ردعمل اور غلط فہمی پائی جاتی ہے کیونکہ جو کچھ اس وقت طالبان اور القاعدہ کے لوگ کر رہے ہیں وہ اسلام کے نام پر کر رہے ہیں۔ 9/11 کے حملہ کی کوئی معقولیت نہیں اور یہ ناقابل فہم ہے کہ یہ حملہ کیوں کیا گیا۔

جب مسلمان اپنے نوجوانوں کو ''شہادت'' کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں تو پھر یہ معصوم لوگوں کی جانیں لینے لگ جاتے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔

دی منٹگمری جرنل نے اپنی اشاعت 10 مئی 2002ء کے صفحہ A9 پر ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ''کونٹی میں مذہب کی بنیاد پر نفرت بڑھ رہی ہے''۔

اس مضمون کو KELLY SMITH نے لکھا ہے جس میں دیگر مذاہب کے علاوہ ہماری مسجد بیت الرحمان کے حوالہ سے بھی یہ لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے مسجد کے فون پر کال کر کے دھمکی آمیز پیغام چھوڑے ہیں۔ مثلاً ''اسلام مردہ باد'' (نعوذ باللہ) اور ''امریکہ زندہ باد''۔ اس خمیازے کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی وغیرہ۔ خاکسار اس کا ذکر پہلے بھی کر چکا ہے۔

گزٹ کمیونٹی نیوز۔ 3 دسمبر 2002ء میں انٹر فیتھ کی خبر دیتا ہے کہ مسجد بیت الرحمان میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام بین المذاہب میٹنگ ہوگی اور اس میں یہودی، عیسائی، ہندو، بدھ اور دیگر عقائد سے تعلق رکھنے والے امریکن شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہو رہے ہیں جس کا مقصد مذاہب میں ہم آہنگی، محبت، بھائی چارے کی تعلیم، برداشت اور ایک دوسرے کے احترام کو فروغ دینے کی بات ہوگی۔ تقاریر کے بعد سوال و جواب بھی ہوں گے۔

دی گزٹ برٹنسول۔ اپنی اشاعت 4 ستمبر 2002ء کے صفحہ 7 پر 3/4 صفحہ پر مشتمل ایک خبر تصویر کے ساتھ دے رہا ہے۔ اس تصویر میں جماعت کی کچھ بچیاں اپنے کیمپ میں بعض مضامین پر کچھ لکھ اور بتا رہی ہیں۔ یہ خبر BROOKS STANLEY نے لکھی ہے۔ اس کا عنوان ہے: ''بطور مسلمان زندگی کس طرح گزر رہی ہے''۔

مسجد بیت الرحمان میں ہر سال بچیوں کا تربیتی کیمپ لگایا جاتا ہے جس میں ریجن کی تمام جماعتوں سے بچیاں آتی ہیں اور اُن کی تربیت و اخلاقی امور کے حوالہ سے تعلیم دی جاتی ہے۔ سسٹر شکورہ نوریہ صاحبہ امسال اس کی ریجنل سپروائزر تھیں۔ انہوں نے رپورٹر کو بتایا کہ اس سال کے کیمپ میں بچیوں کو قدرے مختلف عناوین دیئے گئے

ہیں تا وہ صحیح اسلامی تعلیمات کو سمجھیں۔ اسی کیمپ میں قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ اور تعلیمات، تاریخ اسلام سکھانے کے ساتھ ساتھ بچیوں کو آرٹ اور ڈرائنگ بھی سکھائی جاتی ہے۔ اور ایک وقت روزانہ اُن کی جسمانی صحت و ورزش کا بھی رکھا جاتا ہے۔ شکوریہ نوریہ نے بتایا کہ 11/9 کے بعد حالات بدلے ہیں۔ ہم اپنی بچیوں کو بہتر رنگ میں سمجھا اور سکھا رہے ہیں کہ 11/9 کے بعد کیا حالات ہیں۔ تا کہ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں اُن کا ازالہ بھی کیا جا سکے۔ اور یہ پھر دوسروں کو بھی بتا سکیں۔ امام شمشاد ناصر نے بتایا کہ 11/9 سے پہلے جب ہم لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات بتانے کے لیے آنے کی کوشش کرتے تھے تو وہ کوئی دھیان نہیں دیتے تھے لیکن 11/9 کے بعد لوگوں میں اسلام کی تعلیمات کو سننے اور سمجھنے میں ایک دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔

(ہماری خواتین اور بچیوں کے انٹرویوز کے علاوہ اس خبر میں دیگر مسلمان خواتین اور بچیوں کے بھی انٹرویوز شامل ہیں) ایک مسلمان بچی نے بتایا کہ 11/9 کے بعد اب جب بھی ہم باہر نکلتے ہیں لوگ ہمیں گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ ایک اور نے بتایا کہ پہلے میں بلا جھجک اپنے کام پر جایا کرتی تھی مگر اب نہیں کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلمان ہیں اور کسی وقت بھی ہم امریکنوں کو قتل کر دیں گے۔ لوگ جہاد کے غلط معانی سمجھ رہے ہیں۔

مسز شکوریہ نوریہ نے غلط فہمی دور کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جہاد نہیں ہے کہ معصوم لوگوں کو قتل کیا جائے یا اُن سے لڑائی کی جائے۔ جہاد کے معانی کوشش کے ہیں جس کا اطلاق بہت سی باتوں پر ہوسکتا ہے۔ لڑائی کی صرف دفاع کے طور پر اجازت ہے۔ اسلام قطعاً جارحیت، تشدد اور زبردستی کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی اجازت دیتا ہے۔ کیمپ کی ایڈمنسٹریٹر سیدہ صبیحہ صاحبہ نے بتایا کہ اس وقت بہت ضروری ہے کہ بچیوں کو جہاد کا صحیح مطلب سمجھایا اور سکھایا جائے تا ایسا نہ ہو کہ وہ دوسروں سے اس کے غلط معنی اور مطلب سیکھ جائیں جو کہ درست نہیں ہے۔

آخر میں خاکسار کے حوالہ سے انہوں نے لکھا کہ امریکہ میں ہمیں ہر طرح مذہبی آزادی میسر ہے اپنے ضمیر کی بات کو کھول کر بیان کرنے میں پوری آزادی ہے۔ اور اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے ملک کے لئے دعا کرنی چاہئے اور تمام انسانیت کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔

دی گزٹ برٹسِول نے اپنی اشاعت 11/ ستمبر 2002ء صفحہ A10 پر قریباً 3/4 صفحہ کی خبر مسجد بیت الرحمان میں جماعت کے احباب کی دی ہے جس میں وہ خطبہ سن رہے ہیں۔ یہ خبر سٹاف رائٹر CORINNE PORTILL نے دی ہے۔ جس کا عنوان ہے کہ ''(11/9) کے حملہ نے ایمان کی ضرورت کو اور بھی بڑھا دیا ہے'' رائٹر نے مختلف مذہبی لیڈروں سے اُن کے تاثرات قلمبند کئے ہیں۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے نقطہ نظر کے مطابق 11/9 کے واقعات اور اس کے بعد کی ذمہ داریوں کو بیان کیا۔

خاکسار کے حوالہ سے انہوں نے لکھا کہ مسجد بیت الرحمان کے امام شمشاد ناصر نے اُن کوششوں کا ذکر کیا جو انہوں نے بذریعہ خطوط، دعوت ناموں اور دیگر ذرائع سے مختلف مذاہب کے لیڈروں کو لکھے جس سے پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے آپس میں ہم آہنگی، احترام اور ایک دوسرے کو قریب لانے میں کتنی کوشش کی ہے۔ اور جواباً جو انہیں خطوط موصول ہوئے وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اُن کی کوششیں بر آئیں انہوں نے کہا کہ ہمارا نعرہ ہی یہ ہے کہ محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں۔ اگر اسلام خدا تعالیٰ سے محبت سکھاتا ہے تو اس محبت کا تقاضا ہے کہ ہم اس کی مخلوق یعنی انسانیت سے بھی پیار کریں۔

شمشاد ناصر نے مزید کہا کہ ہمارا عملی نمونہ لوگوں کے دل جیتے گا۔ نہ کہ دہشت گردوں کا نمونہ جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

تجزیہ نگار نے مسجد کی ہمسائیگی کے چرچ کے لیڈر پادری گائے کیری GUY CARAY کے حوالہ سے لکھا کہ اس کے مسجد بیت الرحمان کے لوگوں کے ساتھ اچھے دوستانہ تعلقات ہیں۔ 11/9 کے فوراً بعد بعض لوگوں نے اسلام کے خلاف باتیں بیان کیں جس سے نفرت پھیلتی تھی۔ گائے کیری نے کہا کہ سارے مسلمان ایک جیسے نہیں ہیں اُن میں بھی بعض امن پسند ہیں جس طرح کہ احمدیہ مسلم فرقہ کے لوگ ہیں۔

مضمون کے آخر میں انہوں نے خاکسار کے حوالہ سے لکھا کہ 11/9 کے زخم اگرچہ اب مندمل ہو رہے ہیں لیکن اس قسم کی برسی منا کر ہم اُن کے زخم دوبارہ تازہ کر رہے ہیں۔

دی گزٹ۔ 3/ جولائی 2002ء کی اشاعت میں گزٹ کمیونٹی نیوز میں ہماری خبر شائع کرتا ہے۔

''احمدی اپنا سالانہ جلسہ کر رہے ہیں۔'' اس خبر کے رائٹر ہیں BROOKS STANLAY انہوں نے ہمارے 54 ویں جلسہ سالانہ جو مسجد بیت الرحمان میں 2002ء میں منعقد ہوا تھا کی خبر دی۔

پہلے مکرمہ محترمہ مسز عائشہ شریف صاحبہ کے انٹرویو میں لکھا کہ ''ہم اسلام میں امن کے بارے میں پوری طرح لوگوں کو آگاہی دینا چاہتے ہیں کہ اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔ عائشہ شریف صاحبہ کی ڈیوٹی اس سال میڈیا اور ضیافت میں تھی۔ عائشہ شریف صاحبہ نے مزید بتایا کہ ہم نے احمدی خواتین و مرد حضرات سے کہا ہے کہ وہ جلسہ میں اپنے مہمانوں کو لاسکتے ہیں جو اسلام کی تعلیمات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ اسی جلسہ میں دیگر مذاہب کے لیڈر اور ان کے پیروکار بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ مثلاً بدھ ٹیمپل سے، مختلف عیسائی چرچوں کے لوگ، سکھ مذہب، یہودی، امریکن ریڈ کراس، گورنمنٹ کے آفیشلز، احمدی مسلم بچے بھی اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں تو ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی۔ ہاں اپنے دفاع کی اجازت ہے۔ مردوں اور خواتین کے اجلاس ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے یہ بات بیان کی ہے کہ وہ الگ الگ بیٹھیں۔ اور میں نہیں سمجھتی کہ ایسا کوئی شخص بھی تھا جو جلسہ سالانہ کے دوران مسلمانوں کی وجہ سے خوف زدہ ہو۔

خاکسار کے حوالہ سے انہوں نے بتایا کہ شمشاد احمد ناصر جو جماعت احمدیہ کے یہاں مذہبی لیڈر ہیں نے بتایا 11/9 کے بعد عوام الناس میں اسلام کو جاننے کے لئے ایک خاص دلچسپی پائی جاتی ہے۔ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں مسجد آرہے ہیں اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔ عام سوالات جو پوچھے جارہے ہیں وہ امن کے بارے میں، اسلام میں عورت کے مقام اور جماعت احمدیہ کے لوگوں کا کمیونٹی کے دوسرے لوگوں کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں، کے بارہ میں ہیں۔

یہ جلسہ 3 دن کا تھا تمام ملک سے لوگ اس میں شامل ہونے کے لئے آئے اور سب نے اکٹھے نمازیں پڑھیں۔ اکٹھے کھانا کھایا۔ تقاریر میں اہم موضوع یہ تھا کہ ''قرآن کریم دنیا کے لئے راہنما اصول، عورتوں کا مقام۔''

خبر میں یہ بھی تھا کہ گذشتہ 9 سالوں سے ہمارا جلسہ سالانہ یہاں مسجد بیت الرحمان میں ہو رہا ہے۔

دی منٹگمری جرنل۔ 10/ ستمبر 2002ء کی اشاعت میں KELLY SMITH رپورٹر ہیں۔ اس خبر کا عنوان ہے کہ مذہبی عبادت گاہیں 11/9 کی یاد میں۔ برسی منانے کے لئے تیار ہیں۔ خبر میں ہے کہ سارے ملک میں عیسائیوں کے چرچ اور دیگر عبادت گاہوں میں 11/9 کے حملہ کی یاد میں دعائیہ تقاریب منعقد کرنے کا پروگرام بنایا جارہا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کے لئے زائد حفاظتی اقدامات کی ضرورت نہیں ہے۔

خبر میں ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں کے مذہبی لیڈروں کے بیانات شائع ہوئے ہیں۔ خاکسار کے حوالہ سے انہوں نے لکھا: کہ سال گزشتہ جب یہ واقعہ ہوا تو ایک غصہ سے بھرے شخص نے ہمارے خلاف الٹی سیدھی باتیں کی تھیں۔ امام شمشاد نے بتایا کہ ہمیں فون کالز بھی موصول ہوئی تھیں جن میں غم وغصہ کا اظہار تھا کیونکہ بعض ارا کین اس واقعہ کے بعد عربوں اور مسلمانوں کے خلاف ہوگئے تھے۔ ایک خاتون تو مسجد کے اندر آ گئی تھی اور اس نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا۔ یہ معمول کے مطابق ہے۔ کونٹی کے حکومتی سطح پر ہمیں بہت اچھا تعاون حاصل رہا۔ شمشاد نے یہ بھی بتایا کہ ہم بھی دعائیہ تقریب کا انعقاد کر رہے ہیں جس میں علاقہ کے سبھی مذہبی لیڈروں اور ان کے پیروکاروں کو بلایا جارہا ہے۔

ایکسپریس انڈیا نے 9/ جولائی 2002ء کی اشاعت صفحہ 4 پر قریباً پورے صفحہ کی خبر ہمارے جلسہ سالانہ کی دی۔ اس خبر کے رائٹر ہیں مسٹر LAVANYA RAO۔ انہوں نے خبر کے ساتھ دو تصاویر بھی دیں۔ ایک تصویر جلسہ سالانہ کے سٹیج کی ہے جس میں سٹیج پر لیفٹیننٹ گورنر میری لینڈ کیتھلین کینڈی، کونٹی ایگزیکٹو ڈگ ڈنکن، سیرالیون کے ایمبیسڈر، کمیونٹی کے دیگر مذہبی و سیاسی لیڈرز بیٹھے ہیں۔ اس اجلاس کی صدارت اس وقت کے نائب امیر مکرم برادر منیر حامد صاحب کر رہے تھے۔ دوسری تصویر میں ایم ٹی اے کے والنٹیئر لیفٹیننٹ گورنر کیتھلین کینڈی کا انٹرویو لے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رہے ہیں اور ان کے ایک طرف ایڈمرل لارسن ہیں اور دوسری جانب خاکسار ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ مسجد بیت الرحمان میں ہوا۔ اس جلسہ میں دیگر مسلمان مصر، انڈیا، پاکستان، کینیڈا، یوکے، مغربی افریقہ اور زائن سے شامل ہوئے تھے۔ احمدیہ مسلم جماعت اس وقت 172 ممالک میں پھیل چکی ہے ایک نوجوان اسلم شیخ نے کہا کہ میں نیوجرسی سے آیا ہوں۔ اتنا بڑا لوگوں کا مجمع دیکھ کر مجھے بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ جو اس میں شامل تھے انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں مذہب نے ہی اکٹھا کیا ہے۔ عیسائیت کے بعد اس ملک میں مسلمان سب سے زیادہ ہیں۔ یہ جلسہ اس بات کے لئے بھی ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں باہمی احترام اور مذہب کے بارے میں زیادہ معلومات بہم پہنچائی جا سکیں۔ اخبار نے لکھا کہ اس جلسہ میں دیگر ریاستوں سے بھی نمائندگان شامل ہوئے۔ اس سال جلسہ کے منتظمین نے یہ خیال کیا کہ اس مرتبہ ’’اسلام کے پرامن مذہب‘‘ ہونے کو پیش کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار مسجد بیت الرحمان کے امام شمشاد احمد ناصر نے کیا یہ کامیاب جلسہ رہا جس میں 4500 سے زائد مندوبین شامل ہوئے، زیادہ تر موضوعات قرآن کریم اور عدل و مساوات کے بارے میں تھے۔ ایک سپیشل سیشن خواتین کے لئے الگ بھی تھا۔

حکومتی سطح پر کونٹی ایگزیکٹیو مسٹر ڈگ ڈنگن، لیفٹیننٹ گورنر میری لینڈ کیتھلین کینڈی، سیرالیون کے سفیر اور دیگر مذہبی و سیاسی شخصیات تھیں۔ کونٹی ایگزیکٹیو ڈگ ڈنکن نے کہا کہ جہاد کے نام پر بہت تھوڑے ہیں جو امن کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ ایک مثال کے طور پر ہے جو صحیح مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت کی قدر اور احترام سکھا رہی ہے۔

خبر میں جماعت احمدیہ کا تعارف بھی دیا گیا ہے کہ اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ تھے اور اب ان کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ جو 1982ء میں خلیفہ منتخب ہوئے۔

اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے سے نفرت میں کمی آئے گی۔ اخبار نے لکھا۔ لیفٹیننٹ گورنر کیتھلین کینڈی نے کہا کہ ہمیں پیار، محبت اور انصاف کا پرچار کرنا چاہئے۔ اور اس قسم کے جلسے یقیناً فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس جلسہ میں شامل ہونے کا اعزاز ملا ہے۔ خبر کے آخر میں جماعت احمدیہ کا تعارف ہے۔

دی گزٹ۔ 13/ نومبر 2002ء صفحہ A4 پر پورے صفحہ کی خبر دو تصاویر کے ساتھ دیتا ہے اس خبر کے رائٹر BROOKE STANLAY ہیں۔ انہوں نے رمضان المبارک کی خبر دی ہے۔ اخبار میں علاقہ کے دیگر مسلمان لیڈروں کے بھی انٹرویوز شامل ہیں۔ اور رمضان المبارک کی تمام تفصیل شائع کی ہے کہ مسلمان رمضان کیوں اور کس طرح گذارتے ہیں اور اس کے کیا کیا فوائد ہیں۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے حوالہ سے انہوں نے خاکسار کا انٹرویو بھی دیا جس میں لکھا کہ مسجد بیت الرحمان کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے کہا کہ ہم رمضان کے لئے اسلامک کیلنڈر کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور دوسرے کلینڈر سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خاکسار کے حوالہ سے اخبار نے مزید لکھا کہ نماز فحش اور بے حیائیوں سے روکتی ہے۔

گزٹ ریجنل نیوز۔ نے اپنی اشاعت 15/ مئی 2002ء میں اپنے سٹاف رائٹر MANJU SUBRAMANYA کے حوالہ سے خبر دی ہے۔ 11/ ستمبر کے بعد مسلمانوں کے خلاف جرائم میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ منٹگمری کونٹی میں گذشتہ 5 سالوں کی نسبت صرف ایک سال ہی میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور جرائم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ کونٹی کے چیف پولیس کو 42 رپورٹس ایسی رجسٹرڈ ہوئی ہیں جن میں یہ بات ہے کہ مذہبی منافرت میں صرف ایک سال ہی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

اخبار نے مذہبی منافرت کی مثالیں بیان کی ہیں کہ مسجد میں یا یہودیوں کی عبادت گاہوں میں داخل ہوتے ہوئے کسی چیز پر یا دیوار پر غلط نشان لگانا ان کے جذبات کو مجروح کرنا ہے یا کسی فرد پر یا اس کے پیروکاروں پر مذہبی منافرت کے سلسلہ میں غلط بیانات دینا جب کہ کرنے والے کی نسبت دوسرے کے جذبات کو مجروح کرنا ہوتا ہے وغیرہ یا کسی خاص گروہ کو اس کا نشانہ بنانا ہے۔

منٹگمری کونٹی کے کمیشن ایگزیکٹیو ڈائریکٹر نے کہا کہ ایسی صورت میں ہمیں فوری ایکشن لینا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ دیر کریں اور معاملہ بگڑ جائے۔ پولیس کے نمائندہ نے اس موقعہ پر کہا کہ مسجد (اس سے مراد احمدیہ مسجد ہے) میں بعض لوگوں نے فون کر کے بڑے غلط قسم کے پیغام چھوڑے ہیں جیسا کہ۔ اسلام مردہ باد، امریکہ زندہ باد اور یہ کہ تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی وغیرہ۔ مسٹر بورجو کہ پولیس کے نمائندہ تھے نے کہا کہ اسرائیل زندہ باد کا پیغام بھی مسجد کی پیغام والی مشین میں چھوڑا گیا ہے۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

☆...☆...☆

آج کی دعا

ربّنا اغفرلنا ذنوبنا وادفع بلایانا وکروبنا ونجّ من کلّ همٍّ قلوبنا وکفّل خطوبنا وکن معنا حیثما کنا یا محبوبنا واسترعورا تنا وآمن روعا تنا۔ انّا توکّلنا علیك وفوّضنا الامر الیك انت مولانا فی الدنیا والاٰخرۃ وانت ارحم الرّاحمین۔ اٰمین۔ یاربّ العالمین۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 182)

ترجمہ: اے ہمارے رب العزت! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری بلاؤں کو دور فرما اور تکالیف کو بھی دور فرما، اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غموں سے نجات بخش اور کفیل ہو ہماری مصیبتوں کا۔ اور ہمارے ساتھ ہو جہاں پر بھی ہم ہوں۔ اے ہمارے محبوب اور ڈھانپ دے ہمارے ننگ کو اور امن میں رکھ ہمارے خطرات کو۔ اور ہم نے توکل کیا تجھ پر اور ہم نے تیرے سپرد کیا اپنا معاملہ، تو ہی ہمارا آقا ہے۔ دنیا میں اور آخرت میں اور تُو ارحم الراحمین ہے قبول فرما۔ اے رب العالمین۔

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی رحم و بخشش اور توکل علی اللہ کی جامع دعا ہے۔

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ 10 ستمبر 2010 کو اس دعا کے پڑھنے کی تحریک کی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

طلوع وغروب آفتاب

02 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:22	17:38
مدینہ منورہ	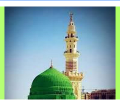	05:27	17:33
قادیان		05:45	17:24
ربوہ		05:25	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	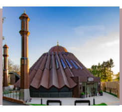	06:17	15:58